نوحہ

امیر المومنین برائے ۱۹ ر رمضان

چلے ہیں جانبِ مسجد علی سنسار روتا ہے
گریبانِ سحر بھی مومنو اب چاک ہوتا ہے

ستارہ صبح کا ہے چھیڑتا دل کے پھپھولوں کو
ہر اک جھونکا نسیمِ سرد کا نشتر چبھوتا ہے

امامِ اولیں کی آخری شب ہے عبادت کی
چراغِ زندگی کچھ دیر میں خاموش ہوتا ہے

پلٹتی ہیں اِدھر مرغابیاں قدموں سے حضرت کے
اُدھر ہر حلقۂ زنجیرِ در میں شور ہوتا ہے

بتا اے مسجدِ کوفہ تہِ محراب پچھلے سے
چھپائے تیغ سم آلود یہ کون آج سوتا ہے

علی ابنِ ابی طالب کا غم وہ غم ہے عالم میں
کہ جو سنتا ہے وہ رو رو کے اپنی جان کھوتا ہے

شبِ بست و یکم رمضان سنہ چالیس ہجری سے
فلک بھی روز پردہ میں شفق کے خون روتا ہے

بلالو جلد آقا فکرؔ کو بھی اپنے روضہ پر
کہ اب ذکرِ نجف سے وہ بہت بیتاب ہوتا ہے